السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے والدہ سے ناراض ہوکر اپنی بیوی حالت حمل میں مجلس واحد میں تین تین طلاقیں دی بعد ازاں رجوع کرنا چاہتا ہے کیا شرعا اس کے لئے رجوع کرنا جائز ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مجلس واحد کی تین شرعا ایک رجعی طلاق کے حکم میں ہے یعنی : صرف ایک ایسی طلاق واقع ہوئی ہے جس میں شوہر کو عدت کے اندر رجعت کا حق واختیار حاصل ہوتا ہے اور بقیہ دو طلاق خلاف شرع ہونے کی وجہ سے لغو اور کالعدم ہوتی ہے عن ابن عباس قال : طلق رکانة أم رکانة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : راجع امراتک فقال : انی طلقتھا ثلاثا ؟ قال قد علمت راجعھا (رواہ ابوداود) وفی لفظ لأحمد : طلق ابو رکانة امراتہ فی مجلس واحد ثلاثا فحزن علیھا حزنا شدیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راجعھا فإنھا واحدة وعنہ قال کان الطلاق علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافة عمر الثلاث واحدة الحدیث رواہ مسلم

اور مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ قرآن کریم پس زید اپنی مطلقہ سے بچہ پیدا ہونے سے قبل رجوع کرسکتا ہے یعنی : صرف زبان سے یہ کہہ دینے سے کہ میں اپنی مطلقہ فلاں بیوی بنالیا (مطلقہ راضی ہو یا نہ) رجوع صحیح ہوجائے گا۔ زید نے اگر وضع حمل سے پہلے رجوع نہیں کیا ۔ تو عورت کی رضامندی سے نکاح جدید کے ذریعہ اس کو اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے ۔ حلالہ شرعی کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ مکتوب

صحیح احادیث کی رو سے ایک مجلس کی تین طلاقیں خواہ ایک ہی لفظ : تجھے تین طلاق یا تجھے طلاق ۔ تجھے طلاق ۔ تجھے طلاق سے دی جائیں ایک ہی شمار ہوتی ہیں ۔ ایسی تین طلاقوں کے بعد شوہر کو عدت کے اندر (اورعدت تین حیض ہے) رجعت کا پورا پورا اختیار ہے ۔ اگر عدت کے اندر رجوع کرلیا جائے تو نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہے ۔

مندرجہ ذیل احادیث سے یہ سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ : "كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ : إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ، فَلَوْ أَمْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ، فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ (1)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے (ابتدائی) دو سالوں تک (اکٹھی) تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھی، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا : لوگوں نے ایسے کام میں جلد بازی شروع کردی ہے جس میں ان کے لیے تحمل اور سوچ بچار (ضروری) تھا ۔ اگر ہم اس (عجلت) کو ان پر نافذ کردیں (تو شاید وہ تحمل سے کام لینا شروع کردیں) اس کے بعد انہوں نے اسے ان پر نافذ کردیا ۔ (اکٹھی تین طلاقوں کو تین شمار کرنے لگے

عن طاؤس أن ابا الصہباء قال لابن عباس : أتعلم إنما کانت الثلاث تجعل واحدة علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وثلاثا من إمارة عمر ؟ فقال ابن عباس نعم (2)

ابوالصہباء نے ابن عباس سے کہا کہ : کیا آپ کو معلوم ہے رسو اللہ ﷺ کے زمانہ میں ابو بکر ہیں اور حضرت عمر کے خلافت کے تین سال تک طلاقیں اس ایک ہی شمار ہوئی تھیں ؟ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا : ہاں مسلم شریف

عَنْ طَاوُسٍ، أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ، قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَاتِ مِنْ هَنَاتِكَ، «أَلَمْ يَكُنِ الطَّلَاقُ الثَّلَاثُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ وَاحِدَةً» ؟ فَقَالَ : «قَدْ كَانَ ذَلِكَ، فَلَمَّا كَانَ فِي عَهْدِ عُمَرَ تَتَايَعَ النَّاسُ فِي الطَّلَاقِ، فَأَجَازَهُ عَلَيْهِمْ (3)

ابراہیم بن یسرہ نے طاوس سے روایت کی کہ ابوصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کی : آپ اپنے نوادر (جن سے اکثر لوگ بے خبر ہیں) فتووں میں سے کوئی چیز عنایت کریں ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں تین طلاقیں ایک نہیں تھیں ؟ انہوں نے جواب دیا : یقینا ایسے ہی تھا، اس کے بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو لوگوں نے پے در پے (غلط طریقے سے ایک ساتھ تین) طلاقیں دینا شروع کردیں ۔ تو انہوں نے اس بات کو ان پر لاگو کردیا

ان احادیث کی روشنی میں شوہر بیوی سے عدت کے اندر بیوی رجعت کرسکتا ہے ۔ اگر طلاق دیئیے ہوئے تین حیض یا تین حیض طھر نہ گزرا ہوا ۔

طلاق خواہ غصہ کی حالت میں دی جائے یا سنجیدگی کی بہر حال واقع ہوجائے گی اور ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی شمار کی جائے گی جیسا کہ مذکور بالا احادیث سے ثابت ہوچکا ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری](#)

جلد نمبر 2۔کتاب الطلاق

صفحہ نمبر 265

محدث فتویٰ